© rasailojaraid.com

(۲) اورنگ زیب نے سکھوں کے نویں گورو تیغ بہادر کو دہلی بلایا اور اسلام قبول نہ کرنے کے جرم میں چاندنی چوک میں قتل کرا دیا۔

(۳) سرہند کے صوبہ دار کے حکم سے گورو گوبند سنگھ جی کے دو شیر خوار اور بے گناہ بچے محض اس جرم میں دیوار میں زندہ چنوا دیئے کہ وہ گورو صاحب کے بچے ہیں اور اسلام قبول کرنے سے انکار کرتے ہیں۔

سکھوں میں یہ تینوں باتیں اس درجہ مشہور ہیں کہ وہ اب بھی اپنے مذہبی اجتماعات و تقریبات میں ان کا برملا اظہار کرتے ہیں اور اس کا اثر سکھوں اور مسلمانوں کے باہمی تعلقات پر جیسا کچھ بھی ہو سکتا ہے وہ ظاہر ہے۔ لیکن بڑی خوشی کی بات ہے کہ جناب ابوالامان صاحب امرتسری نے زیر تبصرہ کتاب میں نہایت قوی اور ناقابل تردید دلائل سے یہ ثابت کیا ہے کہ یہ تینوں الزامات بالکل بے بنیاد اور لغو ہیں اور تاریخی اعتبار سے ان کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ اس کتاب کی بڑی خوبی یہ ہے کہ چونکہ لائق مصنف گورمکھی زبان کے بھی بڑے فاضل ہیں۔ اور اس بنا پر سکھ لٹریچر کا ان کا مطالعہ بڑا وسیع اور محققانہ ہے اس لیئے انھوں نے جو کچھ لکھا ہے اس کا بڑا اور اصل ماخذ سکھوں کا قدیم و جدید لٹریچر ہے جس کے اقتباسات کتاب کے ہر صفحہ پر بکھرے ہوئے ہیں۔ مزید تائید کے لیئے انگریزی۔ فارسی اور اردو کی کتب تاریخ اور مجلات و رسائل کے بھی حوالے ہیں۔ انداز بیان شستہ اور سنجیدہ و متین ہے۔ کہیں بھی سنجیدہ تاریخ نگاری کا دامن ہاتھ سے نہیں جانے دیا ہے۔ سکھوں کے مذہبی پیشواؤں کے نام عزت سے لیئے ہیں اور کوئی لفظ ایسا نہیں ہے جس سے طنز یا دلآزاری کا پہلو نکلتا ہو، اس کتاب کا مطالعہ کرنے کے بعد ان الزامات کی بے تحقیقی میں کوئی شبہ باقی نہیں رہتا اور یہ بات بالکل صاف ہو جاتی ہے کہ یہ تینوں الزامات جہانگیر اور اورنگ زیب کی وفات کے بہت عرصہ بعد خاص اغراض سے گھڑے گئے اور تاریخوں میں جعلی طور پر داخل کیئے گئے ہیں۔ اگرچہ جگہ جگہ اقتباسات کی کثرت اور بعض مضامین کی غیر ضروری تکرار کی وجہ سے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

متعدد مواقع پر ثقالت پیدا ہوگئی ہے۔ لیکن بحیثیت مجموعی موضوعِ بحث کے اعتبار سے یکتا ب اردو لٹریچر میں اپنی نوعیت کی پہلی کتاب ہے۔ اور اس لائق ہے کہ اس دور کی تاریخ کا ہر طالب علم خصوصاً اور اربابِ ذوق سکھ اور مسلمان عموماً اس کا ٹھنڈے دل ودماغ سے مطالعہ کریں۔ سکھوں اور مسلمانوں کی غلط فہمیوں کو دور کرنے میں اس کتاب سے بڑی مدد ملے گی۔

آئینۂ دلدار از:۔ جناب محمد ابرار علی صاحب صدیقی۔ تقطیع خورد۔ ضخامت ۲۵۶ صفحات۔ کتابت وطباعت بہتر۔ قیمت تین روپے ہے۔ پتہ:۔ خالد ظفر صاحب ۳۹/۴ جی نظامی روڈ۔ سنٹرل جیکب لائن۔ نزد پرانی نمائش۔ کراچی۔

ہند میں :۔ نظامی بک ایجنسی۔ بدایوں (یو۔پی)

بدایوں ہند کا ایک بڑا مردم خیز خطہ ہے۔ جہاں بڑے بڑے صوفیا، اولیا، علما، ادبا، اور مورخین و شعرا، پیدا ہوئے اور دور دور تک ان کا فیض پہنچا۔ اسی شہر کے ایک بزرگ سید محمد دلدار علی صاحب مذاق میاں جی تھے سنہ ۱۸۱۵ء میں پیدا ہوئے اور ۱۸۹۴ء میں وفات پائی۔ موصوف جہاں ایک طرف بلند پایہ صوفی اور صاحبِ بیعت وارشاد بزرگ اور مختلف سلاسلِ طریقت میں مجاز تھے۔ دوسری جانب فارسی اور اردو کے بلند پایہ شاعر اور مصنف بھی تھے۔ اور اس حیثیت سے ان کے تعلقات اس عہد کے نامور شعرا، اور علما، مثلاً مرزا غالبؔ، مومنؔ، ناسخؔ، آتشؔ، مفتی صدر الدین آزردہ، امیر مینائیؔ، مولانا عبد الحق خیر آبادی اور مولانا محمد حسین آزاد وغیرہم سے بڑے دوستانہ اور مخلصانہ تھے اور جیسا کہ ان حضرات کے خطوط سے ظاہر ہوتا ہے یہ سب میاں صاحب کے علم وفضل کے معترف اور مداح تھے۔ زیر تبصرہ کتاب میں لائق مرتب نے انہیں میاں صاحب کے خاندانی اور ذاتی حالات وسوانح بڑی محنت اور کاوش سے فراہم کئے ہیں۔ اس کے علاوہ کتاب میں متعدد مکتوبات بھی ہیں جو مختلف مشاہیر علم وادب نے میاں صاحب کو لکھے تھے یا کسی اور کو لکھے تھے مگر ان میں میاں صاحب

© rasailojaraid.com

کا تذکرہ ہے اور بعض خطوط محمد یوسف علی خاں کے نام ہیں [illegible] کتب [illegible]
کے انتخاب کلام اور سلسلہ طریقت کی تفصیل [illegible] مشتمل ہیں [illegible]
یکسو تصنیف تصوف پر کوئی نہیں اور شعر [illegible] کا [illegible]
ہو سکتا ہے۔ خیر مدح میں ڈاکٹر ابو اللیث صدیقی کا ایک مقدمہ [illegible]
علم و فضل، شاعری اور ادبی کمال کا تعلق ہے اُن کے بلند مرتبہ و مقام میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں
ہے لیکن بحیثیت صوفی کے اس کتاب کو پڑھ کر یہ کہنا مشکل ہے کہ ان کا اصل مسلک کیا تھا کیونکہ
اس سلسلہ میں اُن کے کلام میں تضاد ملتا ہے۔ مثلاً ایک جگہ حمد میں کہتے ہیں ؎

تو ہی ہے اوّل تو ہی ہے آخر تو ہی ہے باطن تو ہی ہے ظاہر
تو ہی ہے مظہر تو ہی ہے مظاہر ظہور تیرے ظہور تو ہے

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا مسلک وحدت الوجود ہے۔ لیکن ایک اور جگہ فرماتے ہیں ؎

یہاں نہ اوّل ہے اور نہ آخر یہاں نہ باطن ہے اور نہ ظاہر
نہ شش جہت انتہا و مابین [illegible] فوق و تحت [illegible] ہے

بلکہ اسی غزل کے ایک شعر میں تو یہاں تک کہہ گزرے ہیں ؎

نہ کفر اسلام ہے نمایاں نہ مومن و کافر و مسلماں
نہ کچھ حلال و حرام و کفران نہ [illegible] ہے

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ شاہ مسلک [illegible] سے تعلق رکھتا ہے علاوہ ازیں ایک جگہ شریعت کا اس درجہ [illegible]
ہے کہ فرماتے ہیں:۔ "اگر خطرہ مخالف شرع شریف باشد شیطانی و نفسانی [illegible] شریعت [illegible]"
لیکن اس کے برخلاف محمد یوسف علی خاں کے نام جو خط [illegible] ہیں [illegible] کی تشریح کے
ساتھ یہاں تک لکھ گئے ہیں کہ:۔

"از صحبت زنان یا [illegible] کلاہ مجتنب [illegible] است"

غرض کہ یہی وہ رموز تصوف ہیں جس کے باعث تصوف کو شریعت کا [illegible]
حریف سمجھا گیا ہے اور اس سے اسلام کو شدید نقصانات پہنچا ہے۔ یہ شاہ [illegible] کی
خصوصیت نہیں صوفیا کے عام تذکروں میں اسی قسم کی باتیں ملتی ہیں [illegible]
[illegible] شریعت میں شدید حیثیت ہے